رباعیات شاد

رباعیات شاد

یعنی

عالیجناب معلے القاب راجہ راجایان مہاراجہ
سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت کے۔ سی۔ آئی۔ ای،
جی۔ سی۔ آئی۔ ای، ایل ایل۔ ڈی، سابق صدر اعظم
بابِ حکومت سرکارِ نظام دام اقبالہ متخلص بہ شاد

کی

چند اردو رباعیاں

مطبوعہ عہد آفریں برقی پریس۔ حیدرآباد۔ دکن

۱۳۵۸ھ

دیباچہ

مروجہ اصنافِ شعر میں مشکل ترصنف رباعی ہے۔ اس کے کہنے میں شاعر کو ردیف قافیہ کے علاوہ ان بحروں کی بھی پابندی کرنی پڑتی ہے جو متقدمین نے اس کے لئے مقرر کر دی ہیں اور ایک بڑے مضمون کو چار مختصر مصرعوں میں لاکر ختم کر دینا پڑتا ہے۔ رباعی کی اگر تعریف کی جائے تو اس طرح کی جاسکتی ہے کہ وہ دو بیت مقررہ اوزان میں ہیں جن کی اول بیت کے

دونو مصرعوں میں قافیہ ہوتا ہے، دوسری بیت کے اول مصرعہ میں قافیہ کا ہونا ضرور نہیں البتہ دوسرے مصرع میں قافیہ کا لزوم ضرور ہے۔ اگر تیسرا مصرع بھی قافیہ دار ہو تو اُسے فارسی میں بجائے "دوبیتی" یا محض باعی کے "رباعی زانہ" کہتے ہیں۔ اکثر لوگ قطعہ اور رباعی میں امتیاز نہیں کر سکتے خصوصاً ایسی حالت میں کہ قطعہ میں دو ہی بیتیں ہوں۔ ان دونو میں بڑا فرق یہی ہے کہ قطعہ کے اول مصرع میں قافیہ نہیں ہوتا اور نہ اس کے لئے رباعی کے مقررہ اوزان کا لزوم شرط ہے۔

اس صنفِ شعر کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ایرانیوں کی خاص ایجاد ہے۔ قدیم عربوں میں اس کا رواج نہ تھا ہندوستان کے اردو کہنے والوں نے اس کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی اور جو کچھ کہا وہ بھی ان کے دوسرے اصنافِ شعر مثلاً قصائد اور غزلوں کے مقابلہ میں کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ لکھنو کے مرثیہ گو شعرا نے اس کی طرف خاص توجہ کی اور میر انیس اور میرزا دبیر اور اُن کے جانشینوں نے اس فن کو درجۂ کمال پر پہنچا دیا۔ ان حضرات کی رباعیاں ادبیات میں ایک خاص پایہ رکھتی ہیں۔

عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد مدار المہام یمین السلطنت

کے ۔سی ۔ آئی ۔ ای، جی ۔سی ۔ آئی ۔ ای، ایل ایل ۔ ڈی سابق
صدر اعظم باب حکومت سرکار نظام دام اقبالہ کو جو شغف اور
دلچسپی ادبیات اور خصوصاً شعر سے ہے وہ محتاج بیان نہیں
عالیجناب ممدوح اس فن کے بڑے سرپرست اور پورے ماہر ہیں ۔
اور ہر صنف شعر پر کامل قدرت رکھتے ہیں ۔ یہ چند اردو رباعیات
عالیجناب موصوف کی تصنیفات سے ہیں جو طبع کرا کے
پبلک میں پیش کی جاتی ہیں فقط

مسعود علی محوی ۔ بی اے سابق سشن جج

حیدرآباد دکن ۱۹۳۹ء

رباعیات شاد

جو جن کی طرح سے بیٹھے ہیں
سب راز بھی اپنا وہ کہے بیٹھے ہیں
سمجھے ہیں اے شاد
اس بحر میں جو ڈوب کے وہ قطرہ الگ بیٹھے ہیں

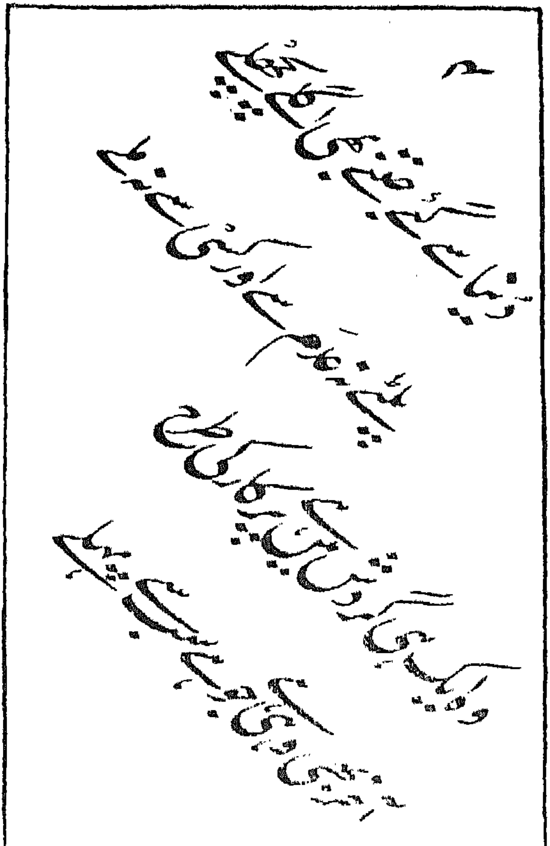
۴

پاؤں میں ترے سر کو زمیں پر پٹکا
تھامے ابھی تک کو دل شوق ڈھونڈا
جب تک کہ ہوا ذات کا واصل
منصور کی مانند وہ کہتا ہے انا

۳

اک سوزِ نہاں میں عیاں نغمہ ہے
پیدا کرے عکاس فن کر عرفان پیدا ہے
فطرت کی ہے اک ادا میں تصویر کچھ اور
نقش ہے کر آئینہ پیدا ہے

رباعیات شاد



۵

وہ شاد نہیں ہے جس میں عرفاں ترا
آتا ہے وہ اس کی ہی کی پرستش
ہر ذات ہی کی کرتا ہے عالم پرستش
سب پیش یقین وہ انساں ہی

جو پاک عدم سے یاں پیدا ہو گیا
جسؔ نے کہ کیا تلاش اُس کو پایا
اپنوں سے جدا کبھی نہیں ہو اے شاد
ہستی میں ہماری ہے وہی جلوہ نما

سمجھو کہ وہ عارف کی نگاہوں میں ہیں
سرتاج نظر جو اپنا حق مانگتے ہیں
دنیا کی ترقی کا علم ہے اے شاد
جھنڈے میں یہ ستارے تاباں ہیں

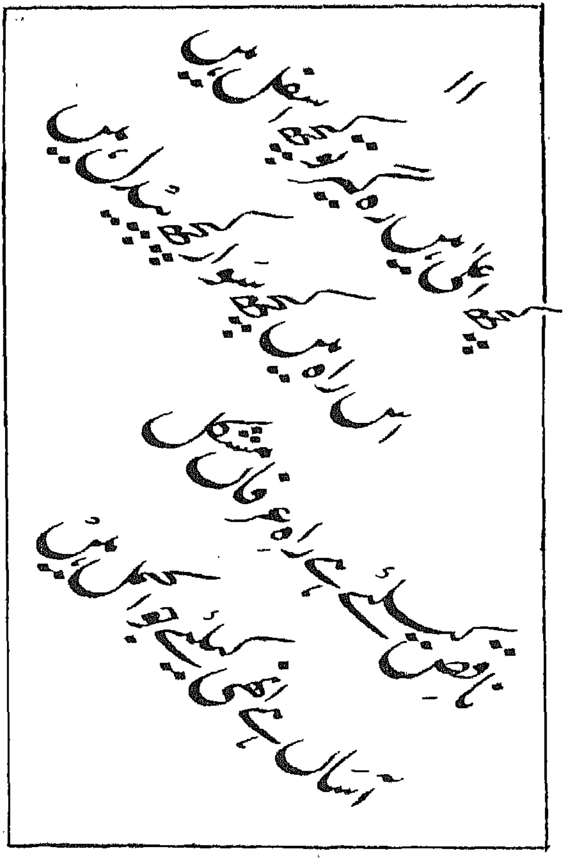
۳

کب علم پہ تو شاد نظر رکھتا ہے
پوچھا تجھے عرفان میں تو کیا ہے
یہ عارف کامل نے مجھے دی تعلیم
بس حق کے سوا جو کچھ ہے وہ اک دھوکا ہے

وحدت ہی کی تعلیم ہے سب آیتیں
لازم ہے کہ نماز کی ہو تاویلیں
اسلام سے اور کفر سے کیا کام ہمیں
اے شاد جو رکھتا ہے زکوٰۃ کی باتیں

ہر ایک نشیب میں سمٹ آتا ہے
اور بعد فنا پھر وہ ابھر آتا ہے
اتنا تو یقین ہے کھیل ہے شاد
کرتا ہے جو کچھ کیا جاتا ہے

رباعیات شاد



۱۸

ہندو میں کسی راہ پہ اٹکا ہے اگر
سر ہے کسی کے پاؤں پہ جھکا ہو کر
عارف حق کے لیے ایماں کا تھا
ہیں قیمتیں سب ایک ہیں جھگڑے

۱۳

ہر چند کہ اے شاد اداسی کم ہے

پیدا نہیں وہ دل ابھی جب شور ہے

القصہ مزا اسی سے پیدا ہے

اے شاد رہے دکھیا ہیں یاس انفاس

۱۳

عارف کو نہیں چاہیے اوہام سے کام

کہتے ہیں کسی کو بے سبب ہیں ایسا کام

ہیں دیدہ و دل آج بھی تشنے اے شاد

یہ دونوں کہیں سیر ہیں ایسا نہ کہو

دیکھا ہے یہ سب سے کسی کا ہے کھٹکا
ہے وقت یہ پیارا شب پیری و جوانی
کرتا ہے عقیق یمن عیدی میں آتا
وہ لیلی کی نکلا جس میں دیکھا

۱۶

ایک سے ہیں جدا صفات و اسما
یکتا ہی تصور میں سما سکتا ہے
پر ایک سے الفاظ میں سما ہیں سکتا
یکتا نہیں اس سے ایک ہے یکتا

سمجھیں طفلی میں کیا اسرار کو ہم
پہلے تھا یہ حسن تیار ازل
سب کو پیدا وجود
منظر ہیں یہ جلوۂ حقیقت ہمہ

۱۸

اپنی پیدائش سے آج اور سروری
ہیں ساری پیاری الفتیں ہیں
باقی آرائش سے کار آرائی
ہستی نیابت ہے خدا کی انساں

کہتے ہیں کہ اب سبق وہ دہرائیں ہیں
کچھ ترتیب سے اس میں نئی باتیں ہیں
بیٹھے ہیں نئے سیکھ کے الٹی باتیں
تعمیر کی بنیاد ہلا دیتے ہیں

ہو

واللہ ہے بے نیاز اسی کی ذات

ممکن نہیں ادراک سے بھی اس کا وصفات

ہر شے میں ہی اس سے جلوہ اور ثبات

دنیا کی سب اشیا ہیں اسی کی آیات

۱۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲

یہ عادت و معمول کے جھگڑے بیجا

ہر سلسلے میں فرق و سلیقہ درکار

دو اصل سے ہیں فرع ہزاروں پیدا

کر دو کے گھٹائے نقص دو

۳۳

ہاں چھیڑ رسول پر درود اور سلام
وہ جان ہے تن کے لئے اتنا دینا
ہیں منظر و مظہر وہ خدا کے اے شاد
احمد ہے قبا اور محمد ہے نام

۳۲

ہیں باعثِ تباہی جو دہقانِ زمیں
وہ بنجر اتنی ہیں کہ اتنا وہ نہیں
بتائی نہیں ہے اب تک سستی ہی
سنتے ہیں کہ اب تک وہ الٹی ہی نہیں

۳۵

وہ مظہر و مظہر ہیں یہی تو ہیں تو
ہیں جا بجا سماں انھی کے پیچھے تو
اشیا و ہمہ جا حقیقتیں ہیں پیدا
ظاہر میں اگرچہ سب ان کی ہیں تو

۳۶

جو عالمِ قدس سے یہاں آتا ہے
ساتھ اپنے وہ عرفانِ خدا لاتا ہے
مخلوق میں رہ کر جو ہو حق سے واصل
پیغمبرِ حق وہی کہلاتا ہے

۳۴

انکار رسالت کی نہیں ہے تجھ کو
پھر بھی تیری نیت میں ہے شبہ سے یقیں
تیرے آتے ہیں بس
الیسی ہے کہ انکار سے
لا ریب نہیں ان کا انکار سے بس

۲۸

خود نور خدا ہیں ظاہرا کہیں دوست
بے نقص ہیں وہ دیوان کی سب بیت
کہنے کی نہیں ہیں باتیں
اے شاد یقین دل کا گر ثابت دوست

۴۰

سمجھیں جنھیں عقل وہ ہیں حق سے ملیں

بے تیجہ ہیں وہ سب نقشِ ادب

اے کیا دکھائے دنیا تک

وہ ذاتِ مقدس ہیں سمجھیں ان

۴۳

دنیا کی کرو دل سے سیاہی و تباہ
سب ایک تماشا ہیں کہ ہوں نہ تباہ
سب بیچ ہے

ہے تماشا اور
دنیا کی عجب ہے وہ تماشا اور
یکتا ہے قصیدہ کی نگاہ

۳۱

عشق نے اک نور والا سینہ کیا
بے چین بہت عشق نے دل کو کیا
بے حال ہیں اس کا تماشا دیکھو
ہے زندگی ٹس سے نہیں دق ہوا

۳۲

پہچان دلی کی کیا ہے کہتے ہیں ہیچ
اس پر تو پڑے ہوئے ہیں اول پیچ پہ پیچ
ابتک ہے سوا عشق کا اس کا خیال
بالکل ہی سمجھ گئے آپ کا یہ دم

۴۴

ہے نقش [illegible]

[illegible]

اصلاح ہو کس طرح [illegible]

[illegible]

۴۴

بس نظر جب ہے وہ پرہیز نیک
مسعود ہیں وہ دھوکا ہے جاں
دنیا جب تک ہیں تشنہ ہی
عرفان جو چاہو حاصل کر لے اے شاد
سمجھا کہ دنیا کا سب استاد

۴۵

ہر شخص ہے مرد دانا
عالم میں وہی ایک ہے فرزانا
حاصل جو کرے معرفت حق اے شاد
عارف ہے وہی اس نے اسے پہچانا

۳۲

ہے دونوں جہاں کا شاد مقصود خدا
جو غیر خدا ہے وہ ہے سارا دھوکا
پاسوتے ہیں معرفت کی کشتی
الٹتے ہیں جا کر اس سے نہ دیکھا

۴۸

دی پیچاں نے جھکا کے اپنا رخ جب
ہے حلیہ کا نشاں تا تیرے ابد
تجھ بن نہ خطا اور عطا ملتی ہے تو
دیکھی نہیں ہے نشاں کا چہرہ

۴۳

ارواحِ احباب و نبی سے وقل ابد
ہاں اُس سے ظہورِ ذاتِ یکتائے احد
رکھو نہ کبھی شاد تعصب دل میں
دل میں کہیں آ جائے نہ بغض اور حسد

۹۴

جو نقش ہیں فانی ہیں

سب سے ہی روح ایک امر ہیں

سب یہی بن کا

اول آخر سے وہی بن کا ہے

ہے دوسرا نام یکتا ہستی

[illegible]

۴۱

اے شاد جو ہے عشق سراپا باقی
اس کا جو ہے عاشق نہیں ہے باقی
پیدا جو ہوا اس کو ہے مرنا لازم
فانی ہیں سبھی ایک وہی ہے باقی

۴۴

ہونٹوں سے لگا رہی تو جیتے کا جا ہم
ساقی باقی ہے جو کچھ یاں اے صنم
ہو جائیگی دور ایک دن کلفت تیری
ہاں بس اسے لگاؤ تو جیتے ہیں ہم

۴۴

آنکھیں ہیں اگرچہ دو پہ یک ہے نظر
توحید کا آنکھوں سے نمایاں ہے اثر
قائل جو نہیں ہیں حق کا وحدت ہی
ہے غفلت سے تشتت اُن کے دل

۳۳

ہر دیدار حق میں ہوا ہے

تن من کا ہے سودا تو بیچتے ہیں

بستی میں عشق میں شاد آرام

نہیں ہیں وہ کس طرح دروازے پر

۵۴

عاشق کو بس اک خیالِ دلدار ملے
بے غرض یہ کہ بس نہ خیالِ اغیار ملے
ہے اپنا مقام اپنی اپنی شاد
دنیا کی بہشت میں یہ دیدار ملے

۴۹

سر ہو یہ نہیں کہ وہ معشوق ملے
عرفان کی اے شاد فزائی ہے یہی
پیکر خودی خدا کی الفت میں ضمیر
ہے یاد کرے اسے کہ خود کو بھولے

۴۰

ہیں سیکڑوں دنیا میں جمیل اور حسین
تنہا اسکا نہیں ہے تنہا ہیں کہیں
شستہ ہیں صورتیں نہ ہے شاد
تشبیہ بنا ہے جسکی اسکی تعیین

دلدار جنہیں سکوں نہیں ملتا ہے ہم
جب ساحل کو وہ عالم میں ہیں
اے شاد حقیقت میں عجب ہیں ہم لوگ
تشنہ لب ظہور ساحل دریا

۴۹

ہیں جسکے عمل نیک وہ خیر الناس
ہیں جسکے برے اعمال وہی ہے خناس
ادنیٰ سے مفصل دونوں بیاں واضح
باقی جو بچا وہ سب ہے وسواس

۵۰

واجب ہو وجود جس کا اس کا ہے ثبوت

ہو جائے ثبات ذات و اسما مبہوت

شیطان نے جب سے کیا تھا انکار

ہے اس طرح آدم پہ سب مبہوت

۱۵

مخلوق جو کچھ بھی ہے جن و انساں
ان صورتوں میں ہیں اپنے اسرار نہاں
وہ سر جو ہیں تجھ پہ منکشف اے شاد
ہر شکل سے عالم کی ہے مطلوب عیاں

۵۲

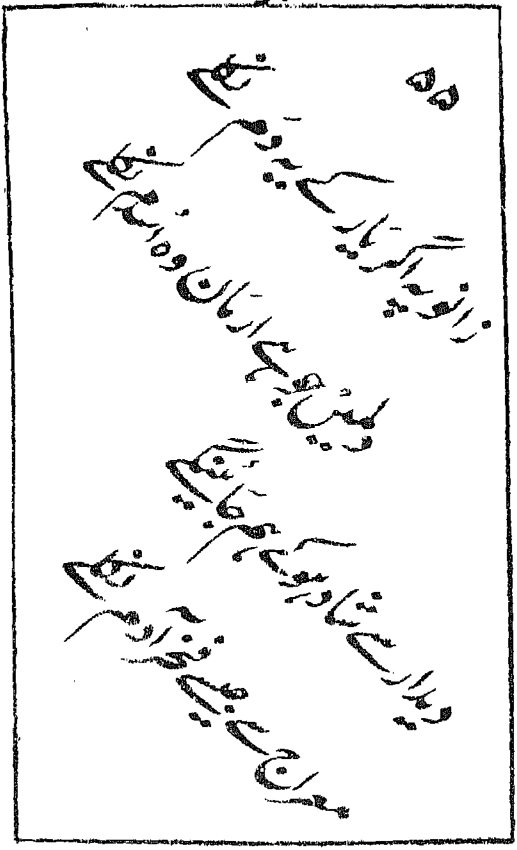
دشمن ہے ترا کون ہے کس سے تجھے کد
ہستی سے تجھے اپنی نقیضی ہے حسد
ہے تیرے سوا کون بھلا غیر یہاں
سب شان اسی کی ہے یہ اللہ الصمد

۳۵

ممکن کو صفات و ذات باری کا فہم
تو اس کا یقیں اس کی حقیقت سے اہم
بے حقیقت ہستی وہ تری
ساکھ نہ بنے لے ساتھ یہ وہم

۵۸

ہے نفس کشتی میں شاد عکسِ نہنگ
ہستی ہے اک ساحلِ ارادہ سنگ
ہے بار تیزیِ نفسِ نسیم
میں تیشہ ہوا کی تو زرے بتنگ



۵۶

اے شاد وہ دن کہ ہم کو اپنے تھے
اور اپنی خودی جو ہے خدا اسکے تھے
ہر وقت ہیں یاد میں اسی کی دل شاد
من کہتے ہیں جسکو ہم وہ اسی میں تھے

۶۵

فرزند ہے باپ کے گھر کا آفتاب
ساتھ اس کے قرابت سے ہو آفتاب
ہے باپ کا جزوِ بدن اک فرزند
گھر کا ہے مقدّس یہ بدیعی نعمت

۵۸

دنیا سے بچیں یہی ہے شان تقوا
اور عشق کی راہ میں یہی ہے وفا
اپنے کو فنا ذات میں ایسا کر دیں
ہر شے میں ہم دیکھیں اسی کا جلوا

۵۹

اک لمحہ نہ پایا اس عارف نے فراغ

ہاں اس کے مقدر میں حقیقت اسی کا بل

سمجھو نہیں بیان عشق کا شاد

یہ کشف کا ہے مسئلہ بیاں ہی نہیں

۶۰

کشتی میں جو روحِ انسانی ہے
اور تیرے تن کی جو طغیانی ہے
عکس ان میں ہے یہ دونوں باہم
اب دونوں حجاب طبع میں پنہانی ہے

اے شاد وہی خود سے گزر جاتے ہیں
مطلوب حقیقی کو وہی پاتے ہیں
اللہ کے ہو رہتے ہیں اس دل والے
پتا ان کا ہی سب کو دکھلاتے ہیں

۶۲

نفس سے بنی جو چیز وہ سب غیظ و غضب
سرزد ہوئی خطا اور نہ سیکھا کوئی ادب
اس کی الفت میں فنا ہو یا شاد
یہ سب ہے دوئی اور ہیں فانی یہ سب

۴۳

جب عشق کے رُوپ میں جلا پاتا ہے
وہ منزلِ مقصد کا پتا پاتا ہے
جب شخص نے اپنا نفس ہی پایا شاد
وہ معنیٔ متنِ عرفاں سمجھ پاتا ہے

۲۱۲

خالق نے نثار جاں جو ہم سے کر دی

سو تو نے نہ ثابت کچھ ادا کی ہستی

بیو جان کر دل سب کی لے ہے دیں

بچئے ہے اے شاد ادا کی ہالکی

۱۵

ہے قدرت سے بھی تری حسیں تر
[illegible] سے تو اے داور
[illegible]
بتلائیے کس میں ہے ترا اشتر

۷۶

مضمون یہی انساں کی ہمدردی ہے
بے درد ہے اگر تو نامردی ہے
مشتاق کا دل درد سے بنایا جس نے
شاید ہے وہ رنگ میں جو زردی ہے

اشدی ہے سموں کا قرب
تیس تو ہیں بیس ہیں اپنی بیات
ہے ہیں بیس ہیں ہوتا
اشک پیتے ہیں اپنی دا کی بیت

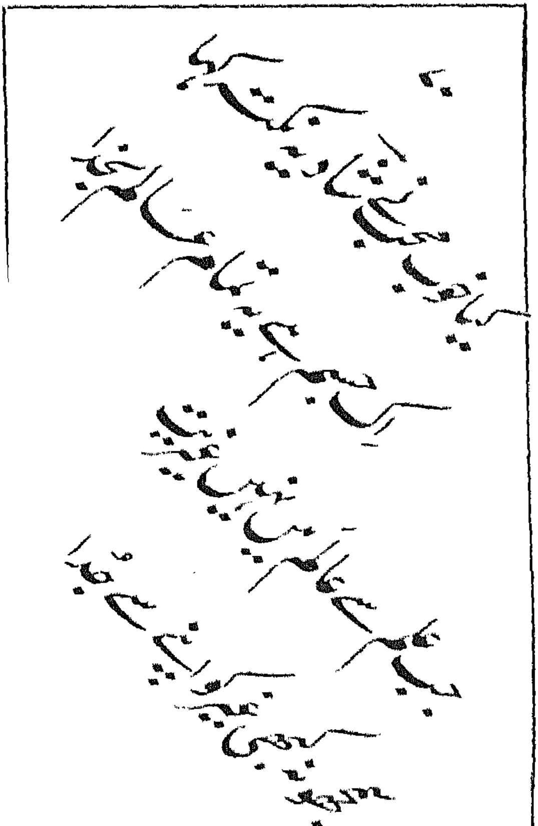
۷۹

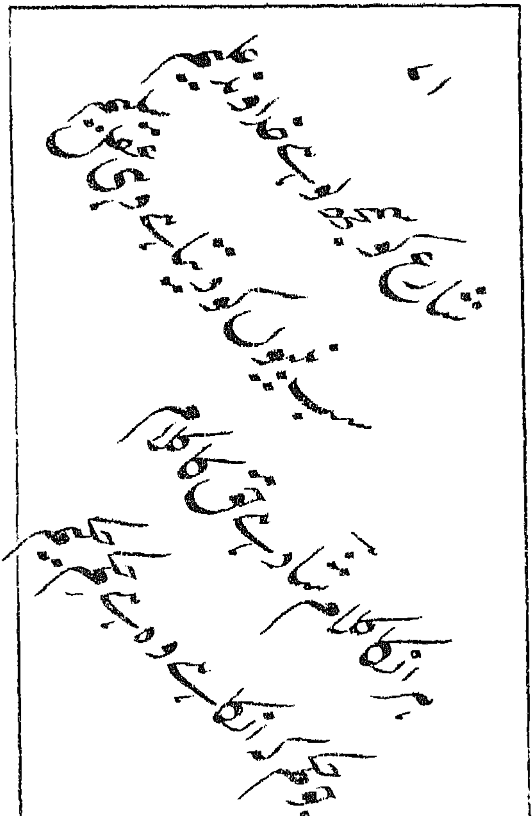
یہ حقیقت ہے جو ہے شاد و انساں
اک سودا دل میں نہیں ہے پنہاں
پیچیدگی نہیں ہے کفر اور اسلام
پیش نے غلط ہے جدائی ترتیب

۱۰۶

جو صبح رخ یار تو تعبیر یقیں ہیں ہم
روز اسلام سحر کی آیات
مانگی کو دیدۂ تعصب ہیں
عرفاں کے اشارات ہی تشبیہات

رباعیات شاد





۸۲

کہتے ہیں جسے خلق ہے جلوہ حق کا
ہر ذرہ سے ہے نور خدا کا پیدا
وحدت میں نہیں غیر کی ہستی اے شاد
پر دیکھا نہیں ہیں جز ذات خدا

۷۳

ہے لا نفیِ جنس لا الٰہ الا

اس نفی اور اثبات کی ہیں شاخیں چار

منفی جنس میں ذات اسماء و صفات

پیچیں یہ ہیں قدم ہے دونوں کا جا

ہرگاہ
اشیا جب نہیں ہیں اُس کے سوا
اشیا و اجسام ہیں سب اُس کے اعضا
پہچان نہ تری ذات کی اے شاد
ہے پیچیدہ ذات و صفات و اسما

۲۸۱

اے قانع دنیا تنگی کو وہ دی کیا آرام
تیرا ایک ہی بس یہ دنیا سے کی بنیاد
پیچ اور پیچ سے پیچ در پیچ قفس
پیچک ہے سمجھنا اس کا اے شاد

۶۰

بکتا ہے کہاں ایک بیٹھے سر بازار

بلبل نہیں [illegible] نہیں یار

[illegible] عرض ہمایا [illegible] کی دنیا

الست ہے [illegible] بالعمر [illegible]

۱۱

اللہ ہی ہے لم یلد و لم یولد
ہے ایک کوئی اسکا نہ کفو ہے ولد
عالم اسکا ہے اور وہ عالم میں نہیں
کہتے ہیں اسے اسلئے اللہ صمد

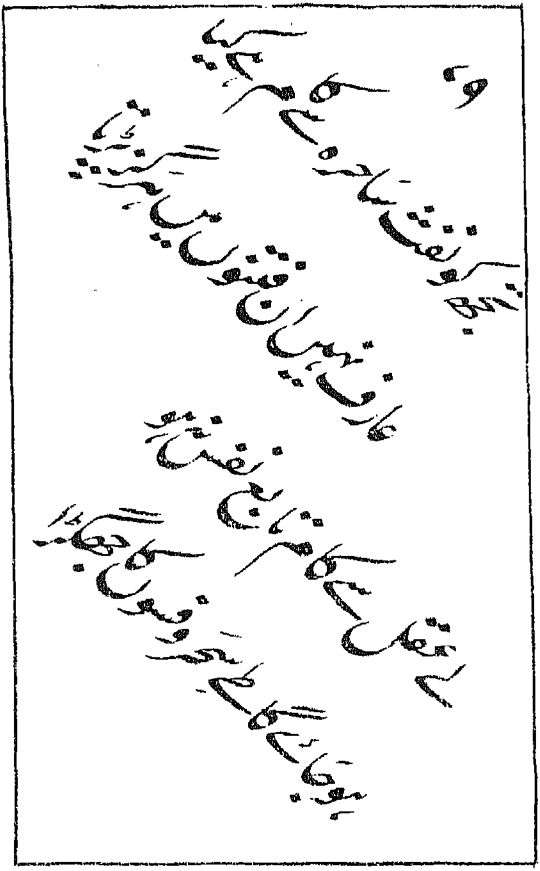
۸۲

روتے ہیں جب عالم وہ بیزار

ہنستے ہیں جب دل میں ہے تابی نہار

اے شاد جہاں عالم ہے آرائے دل طبع

رنج کیسی سکا شمار



٨٠

ہے بغض و حسد سے پاک دل تنگ کا
اتنا نہیں آئینہ بھی بے زنگ ان کا
اس کا دھیان شاد تو رکھو دل میں
پیدا کرو صحبتِ نیک آئینہ

۲۱

کچھ بھی ہے عشق وہ ہے بحر عمیق
ڈوبے بنا نہیں اس سے نکلنے کا طریق
گرداب میں اس بحر کا غوطہ تیرنا
سب کچھ ہی ہے اس پار ساحل تحقیق

۸۲

گر قول محبت ہے نہیں عملی
کیا فائدہ اگر ہو سیال ازلی
جس علم سے ہو معرفت حق اے شاد
سب علم خزانوں کی وہی ہے کنجی

۸۳

دل میں ہے درد اور آنکھیں نم ہیں
بارِ عصیاں سے پشت میری خم ہے
توحید کا علم جب کہ حاصل ہوگا
تب عقدۂ ہستی کا سمجھ پائیگا

۸۲

[illegible]

۸۵

تو کیا ہے یہ کچھ اس کی ہے پہلا تجربہ
کیا ہے یہ ہے روح وہی تن ان
کیا ہے یہ ہے اعتماد
پیدا نہ ہو نفس کو تو اپنا
تنقید ملا اس ہے جو وہ ہستی

۹۶

کیا ہمیں سنتا ہوں کہ تعجب ہے ہمیں

مضمون [illegible] کہ نہیں

یہ عکس ہے حقیقتِ معانی کا

پنہاں ہیں وہ سب عکس [illegible]

۸۲

کہتے ہیں جسے جنت وہ ہے عیش سرور
دنیا کی کشاکشوں سے کوسوں ہے دور
ہوتی ہے خنک سے تن و جان و روح
بستی کی کثافت سے ہے شاد نفور

۲۲

ہے موت تماشا گہِ مطلق ہستی
سمجھے ہیں اسی پیچ میں ہم نقشِ بقا
جو مر کے ہوا ہے فنا عشق میں شاد
حاصل ہے اسے ذاتِ الٰہی سے بقا

۸۹

بس تو سمجھتا ہے کہ ہے تیرا وجود
غفلت ہے تری شاد وہ ہوگا معبود
مرآۃ یقین ہے کہ جلا دے دیکھ
ہستی میں تری ہیں نقش ہائے وجود

۹۰

غافل ہیں جو ان آیتوں سے نہیں

ہم اپنے عیش میں زندگی کھوتے ہیں

سمجھے ہیں جو اب تک ایسی غفلت اے شاد

انجام پہ سمجھیں گے جو روتے ہیں

۱۹

دنیا میں جو آئے ہم تو کیا کیا دیکھا
سنکر او قدر ہم نے دیکھا
سب کتاب عارفانہ طبق
پیچھے وہ علم ہے کہ جہاں میں بیان کا

۹۲

کیوں قدر ہے ایک کوئی پیچ جدا
ہر پیچ سے ذرے کا ہوا جلوہ نما
تم رمز پہ پایا ہو الگ کو اللہ
ہر شکل میں ہے شاد اسی کا جلوا

۳۹

یہ بات نہیں ہم کو آزمایا گیا ہے
اور آتشِ عشق سے جلایا گیا ہے
ہم تختہ کو تقدیر نے سمجھ کے روزِ ازل
ناز و ادا ہم کو دکھایا گیا ہے

۹۳

دنیا میں تعصب ہے وا انسانیت
ہو جاں ہے پیدا اس دل میں سکت
دل ہے یہ دعا ہے کہ پیش سب اس
انساں کو کہاں عیب بے نصیحت

۵۹

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دو سرکش ہیں حکیم
بس واسطے انساں کو علیم
سنگین حقیقت کا ہے
ہر ذرہ ہی ذات کا آئینہ
پیدا کریں دید نہ
حسن یقیں

۹۰

کہتے ہیں کہ حشر میں بھی اے ناداں
پھر آئے گی اُن جسم میں روحِ انساں
جن کا یہ عقیدہ ہے قیامت ہے یہی
کہتے ہیں جسے حشر تو وہ ہوگا یہیں

۹۸

باسوتیں ہیں حسن مہر گیتی آرا ہے
کیا جانیں وہ ساقیا یہ پیارا ہے
دولت ہو کہ ہمت ہو کہ صحت ہو سب
سب جھوٹ ہے اے شاد دکھاوا ہے

۹۹

دور فلک کا محور ہے جہاں
ایک حرکت بے سبب ارتعاش میں عیاں
عارف کی سمجھ آئی حقیقت کس کی
اسرار فلک اب نہیں شیخ نہاں

دنیا کے لیے ہیں ہمیشہ زوال
ہستی کا یقین ہے وہم دنیا
ہو جائے گا ختم شاد باقی
شادی ابھی جہاں ہیں کل کی تو کس کا ملال

۱۰۱

اپنوں کی بھی غیروں کی بھی حالت دیکھی
شاہوں کی فقیروں کی بھی صحبت دیکھی
پرساں نہیں کوئی کسی کا اے شاد
دنیا میں عجب ہم نے قیامت دیکھی

۱۰۲

[illegible]

اس عالمِ ناسوت میں پیچ ہی پیچ ہے

[illegible]

۳۰۱

ارباب دول ہیں یہ جو چھچھوران

سمجھیں ہیچ بیکار سے تیغ و دولت

اے شاد کہو کیوں ان سے جب ہے ہیچ

بازار جہاں میں گراں سودا ہیچ

۱۰۳

کھوتا ہے عبث عمر گرامی ناداں
بازار جہاں میں کیوں ہے آکر حیراں
سودا جو کرے سود و زیاں دیکھ کے کر
جب جائیگا یاں سے پھر نہ آئیگا یہاں

۱۰۵

یا خاک رمائیں یا لنگوٹی باندھیں
دنیا کے نظارے سے رکھیں بند آنکھیں
خالق کے جمال کا نہیں جو ڈھونڈیں
اندھے ہیں وہ گو انہیں ہیں حاصل آنکھیں

۱۰۶

اللہ ہے ناخدا تو کشتی ہے جہاں
اس ناؤ میں بیٹھے ہیں سبھی یہاں
اس قافلہ میں ہو گا یہ ہر ایک پار
چکر میں ہیں اس کے سب جائیں کہاں

۱۰۴

بازارِ جہاں سے ہاتھ خالی لوٹا
لے جا تو کچھ اپنے ساتھ زادِ عقبیٰ
جاں بیچ کے جنسِ معرفت لے اے شاد
ہو جائے یہ سودا تو بہت ہے سستا

۱۰۸

آفات میں ہیں مفلس و منعم دونوں
سرمایہ و افلاس کا ہے جھگڑا سب
دولت ہی کی خاطر ہیں زمانے کے بیلی
اس ہاتھ سے دو تو شاد اور اس ہاتھ سے لو

۱۰۱

منصور سے کم نہیں ہے اے شاد ابراہیم

دیکھا تو ہے یہ تشنہ وضع ہیں قدیم

سر قتہ تیبا آکر کا داغ

[illegible]

رباعیات شاد

۱۱۰

اللّٰہ غنی ہے سب سے بے پروا

ہر راہ میں اس کی تیغ ہے جینا

تو راہ میں اس کی رہ کے تیغ وہ دیکھا

بیتاب رہیں ہیں دن بیتاب ہم

ہم کوچے میں پھرتے ہیں جو محتاج گدا
ہم ملک سکندری کا دیتے ہیں پتا
سب طرح سے سکندری کی ہے آزادی
یہ دولت جب ہاتھ خالی دنیا

۱۱۲

دنیا میں امانت ہوئی کچھ یا کار

جب سے عمل تباہ کرکے آئی ہے دنیا

دنیا کے لیے سب ہوئے آزردہ ہیں

بجھنے وقت کے لیے سیں ہلا دنیا

۱۱۳

اللہ نے رزاق تیرے تو کیا ہے
سب کی گرسنہ سیر کر دیتا ہے
اس واسطے اے شاد اسی کا ہے
داتا نے وہ سینہ دل کا اور دیا ہے

۱۱۳

دیتا ہے وہ بے حساب جس کو دیا
فیاض نہیں اور کوئی اس کے سوا
اس پر بھی یہ بندوں کا ذرا دیکھو حال
کرتے ہی نہیں اس پہ بھروسا پورا

۱۱۵

معدومی سے پچھا اٹھایا ہستی
انسان حیوان کو بنایا ہستی
قطرے کو کیا اولا لا کیمیا
اس جسم کو روح سے جلایا ہستی

۱۱۶

کیا بات ہے مری سخن تجربہ سنجی
اس چمن میں اشعار تو حق الہامی
احباب سے اعانت سے ترقی
ہنگامہ بپا ہے ادارات کے کام میں

۱۱۷

پادشاہ کا یا فقیر ہی کا لڑکا
ملتی ہے اسے اشرفی اور اسکو ٹکا
ہر ایک کی قسمت ہے جدا آگاہ شاد
جیسا ہو اسے ویسا ہی دیتا ہے خدا

۱۱۸

مستی جو بری ہے تو کیوں تھمتا ہے
مستی ہی کا پیالہ میں زرا تھمتا ہے
شیخ کو ضد ہے کہ ہم پیتے ہیں
پانی میں کہیں سنگ گراں تھمتا ہے

۱۱۵

دنیا نے نتیجے کا جو ہم کو دکھائے ہیں

ہم نے بخواری میں وہ دن پائے ہیں

[illegible] آزاد

واقع میں ہوں تاک سے [illegible]

[illegible] میں آرام وہ پائے ہیں

۱۲۰

کہتے ہیں توکل سے ہے کب عشق نصیب
یہ بات خردمند سمجھتے ہیں عجیب
ہر جا ہو توکل کو ہے عشق و راحت
ساکن ہو وطن کا ہو کہ صحرا کا غریب

۱۳۱

تقدیر ہی انساں کی تباہی ہے
تیشے کا نتیجہ خوب دکھلاتی ہے
سر تیشے سے
تیشے کے
تقدیر بنا کے سر
جب جا کے امید دل بر آتی ہے

۱۴۲

فرعون نے دعویٰ خدائی کا کیا
اس کو تیمن بنا اور دعویٰ کا
پہلو میں خدا تھا اور دیکھا نہ گیا
دور تیمن عقل نے خدا کو دیکھا

۱۳۴

کس واسطے اتنا تو گھبراتا ہے
جو وقت کہ عمر کا ہے وہ جاتا ہے
تو تابعِ تقدیر ہے کچھ پیش نہیں
اب وقتِ فراغت کا چلا آتا ہے

۱۲۶

پھندوں میں جہاں کے بعد قفس کے تم پابہ ہیں
آزادی نفس کے بھی تم کجکلاہ ہیں
آزاد طبیعت ہیں جو دنیا میں شاد
سب موج ہوا اٹھ کے وہ جب آئے ہیں

۱۲۴

خالق کی عجیب ہے جہاں میں راحت
ہر اس کا مبتلائے دنیا ہے دل سے کلفت
بے نقص عجیب نعمتیں ہیں اے شاد
عشرت کی ہے انسان کو یکساں حالت

۱۳۸

آلام و مصائب کا ہنر تو سیکھا
اندوہ جہاں سے تو نے آرام دیکھا
پایا ہی نہ تو نے کبھی چین اے شاد
سرمدے کا ترے نگاہ کو دیکھا

۱۲۹

تھا علم ازلی میں یہ ارادۂ عالم
تھی نیستی و ہستی اصول باہم
جو قطرہ کہ پیدا ہوا فنا ہے بس اتنا
وہ پیدا ہوا اس سے فنا کا نہیں غم

بحر ۱

سمجھے نہیں شیخ نے پائی کس کو دولت
اللہ نے دی تو ہاتھ آئی کس کو دولت
حضرت یہ اسباب کا آئینہ ہیں
افسوس کہ مفت میں ملی کس کو دولت

۱۳۱

دولت کا [illegible]

۱۴۲

اس کا نصیب ہے بختی مرد

دولت پہ غرور ظرف نہ آزادی کا

ہو اس سے جو قسمت کا ستم ابتر

دیکھا گیا ساتھ والے کا ابتا

۱۳۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۳۲

ہر سانس پہ ہے یادِ الٰہی کا مدار
عارف کی ہے تسبیحِ نفس کی تار
بچپن ہو جوانی ہو کہ عہدِ پیری
اے شاد رہے ذکرِ الٰہی کا شعار

۱۳۵

جس نے کہ جوانی کا مزا چکھا ہے
پیری کا اُسے دھیان ہی کم آتا ہے
اس پیری پہ ہوتی ہے جوانی قرباں
پیری میں بھی یاد اُس کو کیا کرتا ہے

۱۳۸

جب بھی کہ کسی نے تجھ کو بلایا آیا
بادل کی طرح پیری میں سر پہ چھایا
ہاں از سرِ نو طلب تو پیدا کر کے
پیغام ہی پیغام اُدھر سے آیا

۱۴۹

جب درد کسی کا بھی نہیں پایا دونا

آنکھوں میں نہیں قدم سر ان کی جا

ایسی صحبت میں نہیں

ہر چند وہ تھے کہیں

ہے راہ سے تنگ کس طرف ان کو جا

جب وقت کھٹکے کھٹکے پہ تیری سن بھرا
مشتاق نظر آئے نہیں جھگڑے سب ثبات
اے شاد کہیں نہیں جھگڑے سے نجات
تا جیتے جی کھٹکا ہی کرنا شادی

۱۴۱

خود غرض ہیں لالچی ہیں زاہد اور شیخ
سے ملنے سے دل ہوا ہے بیزار
بن [illegible] آگاہ
صوفی [illegible]
[illegible]

۱۴۱

یکتا ہے تنوع و حادثات میں یہ ہنر
ہے اس سے ہی دنیا کا نکھار
باطن میں یہ ہے
از کار و ریاضت سے نہیں کوئی غرض
مشتق ازل ہیں سب کے آئینہ دار

١٣٣

پاؤں سے جو کوئی بھی ہدایت پائے
شیطاں سے مگر نہ وہ دھوکا کھائے
مکّاروں سے اللہ بچائے اے شاد
پھندے میں کبھی خدا نہ ان کے لائے

۱۴۲

سچ یہ ہے کہ ہم وقت کی پستی میں ہیں
اللہ نے اثر دیا ہے لفظوں میں
سرتاج ہوا اخلاص دل سے جو ہوا
پیدا نہیں ہم اگر وہ کبھی ہیں تو ہیں

۱۴۵

عارف ہے اگر جلوہ دکھایا اس کو
اور اپنی طرف تو نے بلایا اس کو
اور دل نے اسے اپنے بنایا ہمدم
اور ہم نے تو اپنے ہی میں پایا اس کو

۱۳۶

جو کچھ ہیں وہ یا بس ہم ہی ہیں موجود
ہم دیکھیں تو کچھ بھی نہیں وہ اپنا ہے وجود
عارف نہیں یہ ان کی عطا ہی ہے
موجود ہے حق تبھی کہ اس سے ہے نمود

آتے نہیں سمجھ میں نظر حسابِ حال

پوچھا حال ہیں جو دیتے ہیں حسابِ قال

جو پوچھا تو شاد

ہم حال نہیں سے تیشہ بنا

اس دور کا سعی تیشہ بنا

ہمراز [illegible] بیتاب
جنبش سے کسی [illegible] ثبات [illegible]
عالم میں [illegible] ذرات کو تسکین کہیں
کشتی میں ہے جان [illegible]
اور سر حقائق [illegible] عرفاں

۱۳۹

عاشق کے شیوے ہیں عشقِ دلدار
عشق نہیں دل میں تو سب ہیں بیکار
ہوتا ہے عارف سب سے وہ اے شاد
عرفان سے کھلتے ہیں جہاں کے اسرار

۱۵۰

ہر ذرے میں جلوہ گر ہے شان صمدی
تو دیکھ اگر آنکھ خدا نے تجھے دی
توحید کے اسرار اگر دل پہ کھلیں
حاصل ہے پھر اے شاد مراد ابدی

۱۵۱

عارف جسے کہتے ہیں جہاں میں ہے وہ مرد
جو عاشق ایسا ہے لاکھوں میں ہے فرد
اے شاد رکھ آئینۂ دل کو صاف
پڑ جائے نہ اس پہ کہیں اغیار کی گرد

۱۵۲

دنیا میں دو دن کا ہے وداع تیرا
عاشق ہے وہی عشق میں جو فی
ہر ذرے میں جلوہ گری اس کی شاد
ہر شان میں ہم جو دیکھیں دیکھا

۱۵۴

کرنی تدبیریں اپنے قابو بھی نہیں

وہ حالت ہوا شتر اپنے بس کا کام بھی نہیں

نظارہ ذرا اپنا دکھا دو اے یار ہمیں

یہ حق بھی تشنہ دیکھنے کا ہم بھی نہیں

۱۵۳

احباب کو غم ہے کہ تعصب چھوٹیں
صلح کل کا پیام اب جا کے دیں
سب ان کی پا پہ سر تیغ دنیا میں
سب شاد کی ترکیب و الٹیں ہیں

۱۵۵

بنیاد تعصب کی نہ بانام رہے
صلح کل سے دلوں کا تمام رہے
اخلاق و محبت کو بڑھاوا دیجے
بس ایک ہی تعویذ نام و کام رہے

۱۵۶

ہاتو لیے تعصب کی نہیں پاتے ہم
مشرق کی سمت میں نہیں پاتے ہم
ٹکڑے کیا پشت کر کے پاتے ہم
صبح سے سوا جو ڈوب جاتے ہیں ہم

۱۵۷

ہندو مسلم میں فرق کیا پیدا
کہتے ہیں وہ رام ہم کہتے ہیں خدا
جھگڑا ہے تعصب وگر ہٹ جائے شاد
دونوں میں نہیں فرق کچھ بھی ملا

۱۵۹

یارب یہ رعایا و رعیت شاد رہے
اولاد سے اجداد سے آباد رہے
شاہان علیاں رہیں دائم قائم
جو شاہ کا دشمن ہو وہ برباد رہے

۱۵۰

ہندو مسلم نہیں نہیں ہیں پیچ کار

دونوں کے دل اک ہیں تیرے مقبول

لازم ہے کہ ہیں تیری کشتی تکیے

دن رات کی یاد ہے آتش بادہ

۱۰۱

مذہب کی تعلیم ہیں سیکھے

بتاؤ محبت کا پیام سیکھے

ہر شاد کی یہ بات بھی یاد رہو

پیغام ترا گو دنیا آگے بڑھے

۱۶۱

یارب تو شفیع مصطفیٰ ہے آج

قرضے کا جو بوجھ ہے ہمارے سر پر

رہن سے تو شاد کو کر دے آزاد

بن جائے سبب ادا کرنے کا

۱۶۲

شاد جیسوں میں نہیں تعمیر اور دامن کچھ کر
اور اپنے خبر نہ اسے آرائی زار
کیا پیچ ہے خبر نہیں کی ایجاز
رب پیاسوں کی مشکل کو تو آساں کر

۱۶۳

اللہ محمد کی ہے صورت میں نہاں
احمد میں خدا کی شکل میں ہیں شاں دو عیاں
اے شاد یہ عقدہ ہے بجھایا میں عبث
اک ذات صدرنگ میں ہے یہ سب ایاں

۱۶۲

ادنیٰ نہیں کچھ بھی سر میں پائی تیغ

پیتا ہے وہی شاد دمِ آب تیغ

ہستی کو بنا کے بیٹھے آئے شاد

فنا تیغ وظم

ہے ہے ہے عشق

۱۶۵

کوئی شاد درد سے آئینے میں

[illegible]

[illegible]

وہ یاد رہے داغ تراشیں

۱۶۳

ادنیٰ نہیں کہتا جو بڑوں سے کوئی نکتہ

پیتا ہے وہی شاد جو اس در سے بڑا

ہمت کو بلند رکھ کہ تیشے سے شاد

تیغ نے پہاڑ کاٹ کے نہر فرہاد

۱۶۵

گر کوئی شاد دے اذیت ہم کو
لازم ہے اسے دل سے فراموش کرو
احسان اگر کوئی کرے تم پہ شاد
وہ یاد رہے دل سے فراموش نہ ہو

۱۶۴

ہے لطفِ زندگی جوانی سے شباب
پیری ہے پیام مرگ گھر اسی سے آباد
اس عہدِ جوانی کی تری عمر دراز
جیتے ہیں شباب ہی دوائی سے شاد

۱۶۴

پیری میں بھی صحبت کی ضرورت استاد
صحبت سے نباتات ہیں سب آباد
صحبت ہو اداں ہو تو ہی بیدل
نعمت ہیں یہ سب اصل ہے صحبت بنیاد

۱۶۴

بیکار ہوں اے خدا مجھے صیّاد

بیکار ہوں تو تری ہے اوقات

باکار ہیں

پیتا ہے

واللہ ہے فضل کا یہ تیرے

سب دونوں جہاں میں تیری نعمتیں

۱۶۱

استاد فضل کو ادا ہوتے نہیں

دنیا کے کچھ ایسے پتیاں ہوتے نہیں

آدم ہوں کہ ترا انبیا باز

ہادی ہوں کہ مرشد ہوں انساں نہیں

نسیان و خطا سے جو بچے انساں نہیں

رباعیات شاد

[illegible] سخن[illegible]ان شاعر ہو

[illegible] ضعیف [illegible]

کیا ہو اس مرد خدا کی تعریف

شاعر ہی نہیں صاحب دل ہیں شاد

۱۸۱

سرمایۂ نازِ عقل ہیں آنکھیں تیری
الہام ہیں نقشِ معانی آنکھیں تیری
تصویرِ سخن بول اٹھی تو اے شاد
مانندِ عالم میں ہیں آنکھیں تیری

۱۲۲

یہ پیر ہیں ضعف میں ہیں غافل بیٹھے
ہم وضع میں ہیچ کے قابل بیٹھے
ہے جنت جا کے بیٹھا شاد
یاران و دلال کس ہے
سر تا ہے کہاں قوم کامل بیٹھے

۱۸۳

شاعر کو میں اس ایک کا قائل پایا ہے
تصنیف ہو جب بیان واقعی کیا ہے
سیکھو اسے موقع تک ہے بیان معنی
خلاق معانی ہو جسے زیبا ہے

تھی پہلے جو سحر بیانی میں صدا
تھی پیری اُن کی ہمہ دانی میں صدا
کیا زور کریں طبع رسا کا اے شاد
پیری میں وہ عالم کہ جوانی میں صدا

۱۸۵

ہوتی ہے فلک پہ کب یہ ماہِ نو
رخصت ہوا دن اداس کا نغمہ ماہِ تمام
اک سمت سے شور ہوا
چمکا اُدھر اِدھر نجم ستاں پیدا ماہِ تمام

۱۷۶

پیچک جس شام نے دکھلائی ہے
پازیب سیم و زر نے پہنائی ہے
لالے کے چمن کا ہے شفق پر دھوکا
نغمہ ہے پرندوں کا بہار آئی ہے

۱۸۱

کیوں آنکھ سے روتی اور تشنا ہے
جب بیتاب ہے
حسن یہ
سیتی شام
ہستی ہے کاسہ ہے
منبع ہے سراپا صورت سلسلہ ہے

۱۸۱

ساقی کی میخانے میں جا میری
نیں ہے یہی باعثِ آرام میری
موجود ہے چشم کی شکستہ [illegible]
کیا بات ہے کہ بھولے میں وہ [illegible]

ہوا سے دیکھا میں تنکا ہے
منظر وہ دل آویز دکھاتا ہے
انساں کو عجب وطن بیگانہ میں لگتا ہے
جیسے گلستاں میں بسنت
[illegible]

۱۸۰

یاروں کی وہ انجمن وہ باتیں ایسی
وہ چاندنی کی ضیا اور وہ راتیں ایسی
یاد آئے جو اب کسی کی نیت اندوز
رات اس کی ہے عشق ہی کی راحت ایسی

۱۸۱

[illegible] ہیں ہم میں
کیفیت [illegible] ہیں ہم میں
پیری [illegible] شفق کی [illegible]
اٹھ جائے ذرا [illegible] بیٹھیں [illegible] ہم میں

۱۸۴

ہر شخص پہ وہ سکوں کا عالم طاری
ہر برگ پہ شبنم کی وہ گوہر باری
قدرت کا سماں یہ ہو نظر میں جب شاد
کیوں لب پہ نہ ہو حمد الٰہی جاری

۱۸۲

ہر رنج کا ہر درد کا درماں تو ہے
آسیب و بلا کا بھی نگہباں تو ہے
بھید دو عالم ہیں تجھ پہ روشن
شاد بیکس ہے پریشاں تو ہے

ہر ذرّے میں اس مہر کا جلوہ ہے نہاں
مخلوق کی کثرت ہے وہ ذات عیاں
ہے فیض وہی کہیں ہیں تجلّیں
ہر گم و کمالات ہے اسکا احساں

۱۸۵

کس جا نہیں اس یار کا جلوہ اے شاد
ہر ذرہ اسی کے نور سے ہے آباد
اے شاد نہ دیکھا سوا اُس کو ہم نے
تم دھیان میں اسی کے ہی رہو اے شاد

۱۸۶

خالی نہیں فاقوں سے جہاں میں کوئی
حالت ہے جداگانہ ہر اک کے دل کی
اللہ اگر کرم کرے تو نشاد
قسمت جو بری بھی ہو تو ہوگی اچھی

١٨٧

ہر چند خدایا کہ گنہگار ہیں ہم
بارِ عصیاں سے اپنے بیزار ہیں ہم
شفاعت سے بخشی ہے ساری مخلوق
بس تیری بخشش کے طلبگار ہیں

۱۸۲

اے شادؔ تو چھوڑ دے تعصب دل سے
یہ ان کا ہنر کام جو ہیں اچھے
کچھ فرق نہ کر تو پیر اور بچے میں
یہ دونوں مکان ہیں فقط اک کے

۱۸۹

کیا راز نہ کشش نے بتایا تھا واللہ
تو یہ ہے کہ سنا ہوں کبھی نہ بھید
ہر شخص نہیں راز الٰہی کا محرم
لا حول ولا قوۃ الا باللہ

۱۹۰

اللہ کو مجھ سے جب سمجھا تھا
یہ صرف مرا وہم تھا اور تھا دھوکا
جب میں نے کہا یہ دین ہوا اچھا شاد
احمد کے نام میں چھپا پایا
